فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا حدود اللہ میں سفارش جائز ہے؟

(جواب): حدود اللہ میں سفارش جائز نہیں، اگر کسی شخص نے اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سے کسی حد کو پامال کیا ہو، تو کسی کی سفارش پر اس سے حد ختم نہیں کی جا سکتی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ایک مخزومی عورت، جو ادھار سامان لے کر انکار کر دیا کرتی تھی (نے چوری کی)، نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، اس کے گھر والے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے (معافی کی) بات کی، تو سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بات کی، آپ ﷺ نے فرمایا: اسامہ! کیا آپ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی حد کے متعلق بات (سفارش) کر رہے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: آپ سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی خاندانی آدمی چوری کرتا، تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا، تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر (چوری کرنے والی) فاطمہ بنت محمد ہوتی، تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ راوی کہتے ہیں: آپ نے مخزومی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا۔''

(صحيح البخاري : 6788، صحيح مسلم : 1688)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا، وَلَا انْتَقَمَ مِنْ رَجُلٍ مَّظْلَمَةً إِلَّا شَيْئًا مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ، فَلَيْسَ يَتْرُكُ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا، تو آپ نے ان میں سے آسان کام کو اختیار کیا۔ آپ نے حدود اللہ کے علاوہ کسی بھی آدمی سے اس کی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا، آپ کسی کی حد کو معاف نہیں کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 6786، صحيح مسلم : 2327)

سوال: جو چور نہ ہو، اسے چور کہنے والے کی کیا سزا ہے؟

جواب: بلا ثبوت کسی پر چوری کا الزام لگانا جائز نہیں، یہ بدگمانی ہے۔ الزام تراشی کرنے والے کو حاکم وقت تعزیراً سزا دے سکتا ہے۔

سوال: غیر عورت کو بھگا کر لے جانے والے کی سزا کیا ہے؟

جواب: قاضی ایسے شخص کو تعزیراً کوئی سزا سنا سکتا ہے، البتہ اگر وہ زنا کا ارتکاب کر چکا ہے، تو اس پر حد زنا قائم کی جائے گی۔

سوال: والدہ کے ساتھ نکاح کرنے والے کی سزا کیا ہے؟

جواب: ایسے بدبخت کی سزا قتل ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص جانور سے بدفعلی کر لے، تو کیا اس کا گناہ توبہ سے معاف ہو جائے گا؟

(جواب): وہ سچی توبہ کرلے، تو اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

(سوال): کیا کسی کی تعزیری سزا میں اس سے سوشل بائیکاٹ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب): حسب ضرورت اگر قاضی یا حاکم وقت کسی مجرم سے سوشل بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کرے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

جیسا کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ سیدنا کعب بن مالک، سیدنا مرارہ بن ربیع عمری اور سیدنا ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہم سے کچھ دنوں کے لیے سوشل بائیکاٹ کیا گیا تھا، بعد میں ان کی توبہ قبول ہوگئی۔

(صحيح البخاري : 4418، صحيح مسلم : 2779)

(سوال): کیا گالی دینے پر کوئی سزا مقرر ہے؟

(جواب): گالی دینا کبیرہ گناہ ہے، البتہ اس پر کوئی حد شرعی مقرر نہیں، قاضی حسب موقع تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ .

''مسلمان کو سب وشتم کرنا فسق (کبیرہ گناہ) ہے۔''

(صحيح البخاري : 48، صحيح مسلم : 64)

(سوال): تعزیر عام مسلمانوں کا حق ہے یا نہیں؟

(جواب): اگر کسی علاقے کے مسلمان کسی مجرم کو کوئی سزا دینے پر اتفاق کرلیں، تو وہ بھی تعزیری سزا دے سکتے ہیں، مثلاً سوشل بائیکاٹ وغیرہ۔

(سوال): علمائے حق کو ''سور'' کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص فاسق وفاجر ہے۔

(سوال): کسی مسلمان پر غلط مقدمہ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جھوٹا مقدمہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اس پر شریعت نے کوئی حد تو مقرر نہیں کی، مگر حاکم وقت اسے تعزیراً سزا دے سکتا ہے، ایسا شخص توبہ کرے۔

❀ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپ میرے پاس مقدمات لاتے ہیں، ممکن ہے کوئی اپنے دعوی کے دلائل کو بہتر انداز میں سمجھانے کی صلاحیت رکھتا ہو اور میں دلائل کی سماعت کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ دے دوں، وہ اگر فیصلہ لینے میں حق بجانب نہ ہوا اور اس کے بھائی کے حق کا ایک بھی ٹکڑا اس کے فیصلے میں آ گیا، تو وہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 7169، صحيح مسلم : 1713)

(سوال): جادوگر کی کیا سزا ہے؟

(جواب): جادوگر کی سزا قتل ہے، جو ریاست کا فریضہ ہے۔

❀ بجالہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

'میں جزء بن معاویہ کا سیکرٹری تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان کا خط آیا (جس میں لکھا تھا) ہر جادوگر کو قتل کر دیں، ہر اس محرم عورت سے شادی کرنے والے مجوسی اور اس کی بیوی کو الگ الگ کر دیں، جن (محرمات) کا ذکر کتاب اللہ میں ہے، انہوں نے کھانا پکایا اور اپنی ران پر تلوار رکھ لی، چنانچہ انہوں (مجوسیوں) نے گنگنائے بغیر کھانا کھایا، انہوں نے ایک

یا دو خچروں کے بوجھ کے برابر چاندی ڈھیر کر دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے، حتی کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 3156)

(سوال): کسی مسلمان کو خنزیر اور کتے کا بچہ کہنے پر کیا سزا ہے؟

(جواب): ایسے غلیظ الفاظ کسی مسلمان کے بارے میں کہنا گناہ ہے، یہ صریح گالی ہے۔ ایسا شخص توبہ واستغفار کرے، حاکم وقت اسے تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

(سوال): شادی میں خلاف شرع اُمور کرنے والے کا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص اعلانیہ فاسق ہے، اہل تقویٰ کو ایسے شادیوں میں شرکت نہیں کرنی چاہیے، ورنہ وہ بھی جرم دار ہوں گے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ .

''اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت کو معاف کر دیا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 6069، صحيح مسلم : 2990)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر آپ میں سے کوئی شخص منکر (ناجائز) کام ہوتا دیکھے، تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو، تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو، تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کی کمزور ترین حالت ہے۔''

(صحيح مسلم : 49)

(سوال): کیا اپنی زوجہ کو پردے کا نہ کہنے والا دیوث ہے؟

(جواب): زوجہ کو پردہ کرانا فرض ہے، جس کی بہن بیٹی، ماں وغیرہ بے پردہ اجنبی مردوں کے ساتھ پھریں اور وہ منع نہ کرے، تو وہ دیوث ہے۔ احادیث میں ایسے شخص کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ .

''تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا؛ ① والدین کا نافرمان ② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت ③ دیوث۔''

(مسند الإمام أحمد : 6180، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): کیا دیوث قابل تعزیر ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): کسی کی بیوی کو گھر سے بھگانے اور اسے بیچنے کی سزا کیا ہے؟

(جواب): غیر عورت کو بھگا کر لے جانے والا اور اسے فروخت کرنے والا بہت بڑا مجرم ہے، قاضی کو چاہیے کہ ایسے شخص کو سخت سے سخت تعزیری سزا دے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ فرماتا ہے: روز قیامت تین لوگوں کے خلاق میں خود مدعی ہوں گا؛ جس نے میرے نام پر عہد کیا، پھر اسے توڑ دیا، جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی

قیمت کھالی، جس نے کسی مزدور سے پورا کام لیا، مگر اسے مزدوری ادا نہ کی۔''

(صحيح البخاري : 2227)

سوال: کیا جھوٹا دعویٰ کرنے والا قابل تعزیر ہے؟

جواب: یقیناً۔

سوال: جو شخص بیوی سے لواطت کرتا ہو، اس کی سزا کیا ہے؟

جواب: بیوی سے لواطت کرنے والا قبیح فعل کا مرتکب ہے۔ اس کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

Anual sex گناہ کی سب سے بھیانک اور بدبخت صورت ہے۔ اس سے قوائے فکری وعملی پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ اس قبیح فعل کا نتیجہ ذلت وخسران اور تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس کے فاعل کو ہمیشہ ذلت ونامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مغضوب علیہم قوموں کے آثارِ سیئہ اور اخلاقِ قبیحہ میں سے ایک گناہ ہم جنس پرستی، عملِ قومِ لوط اور عورت سے لواطت ہے۔ فواحش ورذائل کی لسٹ میں اور طبعِ سلیم کی کراہت ونکارت کے لحاظ سے یہ گناہ بدکاری سے بڑھ کر ہے۔ کفر کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ اس کے نقصانات اور بداثرات معاشرہ پر قتل سے بڑھ کر ہیں۔

اسے جائز کہنا محض دعویٰ بلا دلیل پر اصرار ہے، یہ اسلام کی بے لوث اور پاکیزہ تعلیمات پر حملہ ہے، نیز اسلامی تہذیب کی تمام نزاکتیں تار تار کر دینے کے مترادف ہے۔ یہ دینی وانسانی مصلحت سے عاری ایسا عظیم جرم ہے، جو ایک مسلمان سے ثقاہت وتقویٰ کی دولت چھین لیتا ہے۔ یہ شوہر وزن کے خوشگوار تعلقات نفرت وعداوت میں بدل دیتا ہے۔ رشتہ ازدواج کا تقدس پامال کر دیتا ہے، انسانی صحت کو روگ لگا دیتا ہے، روحانیت کو سلب کر

لیتا ہے۔

جب کوئی اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے، اس وقت وہ عقل وفکر کے نزدیک مسلمات کو للکار رہا ہوتا ہے۔ قرآنِ عزیز اور حدیث شریف کی پرنور تعلیمات سے آشنا شخص سے اس بُرے فعل کا ارتکاب مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

واضح رہے کہ جس قوم کے اندر یہ بے ہودہ اور فحش گناہ پایا گیا، مولائے کریم نے انہیں دنیا ہی میں مرقعِ عبرت اور داستانِ موعظت بنایا ہے۔ یہ انعکاسِ فطرت پرمبنی نازیبا عمل بے راہروی اور آوارہ مزاجی کی ایسی لعین عادت ہے، جو اخلاق باختہ اور لادینی فسق وفجور میں غرقاب، شہوات ولذات میں منہمک، عصیان ومعاصی کے دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے، بلکہ دھنسے ہوئے یورپ کے پانچ ملکوں میں قانون کا درجہ حاصل کرچکی ہے اور انسانیت کے لیے باعثِ ننگ وعار اس قانون پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوتی۔

تُف ہے ایسی تہذیب پر!

شریعتِ اسلامیہ چونکہ پاکیزہ، صاف ستھرے، شگفتہ اور بہار آفریں احکامات پرمبنی ہے، لہٰذا وہ انسان کو بہیمی خواہشات، نفس پرستی، شیطانی اعمال اور افعالِ خبیثہ سے بچاتی ہے۔ وہ ہمارے اندر نیکی کا جذبہ اور بُرائی سے اجتناب کی قوت پیدا کرتی ہے۔ وہ ہماری خواہشوں اور تمناؤں کو حدِ اعتدال فراہم کرتی ہے۔ اس لیے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایسی رذالتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص اپنی حلال اور منکوحہ بیوی کو بھی پشت سے استعمال نہیں کرسکتا، کیونکہ ایسا کرنا مقصدِ شریعت کے خلاف ہے اور محض حیوانی جذبہ کی تسکین ہے۔

روزانہ کتنے لوگ اس مذموم فعل کا مرتکب ہوکر دل اور منہ پہ کالک ملتے ہیں۔ اگر ہم

معاشرہ کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں اور معاشرے کے لیے مفید افراد پیدا کرنے کے خواہاں ہیں تو انسانوں میں صالحیت اور تقویٰ لانا ہوگا۔ انسانی ہمدری کے جذبہ سے سرشار ہو کر آگے بڑھنا ہوگا اور اس گناہ کے بھیانک نتائج سے انسانوں کو آگاہ کرنا ہو گا۔ یہ لعین عادت فاعل و مفعول میں سوزاک، جریان، جسم میں سوزش، نیز مفعول کے لیے لیکوریا اور بواسیر کا سبب ہے۔

لواطت ایسا قبیح فعل ہے، جو شرعاً ناجائز وحرام اور کبیرہ گناہ ہے، اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی کا باعث ہے۔ اسے لواطت صغریٰ کہا گیا ہے، لہٰذا اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔

❁ علامہ مظہری زیدانی حنفی رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْوَطْءَ فِي الدُّبُرِ مُحَرَّمٌ فِي جَمِيعِ الْأَدْيَانِ.

''عورت کے ساتھ غیر فطری مجامعت تمام ادیان میں حرام ہے۔''

(المَفاتيح في شرح المَصابيح : 54/4)

(سوال): بغیر قصور کسی کو گالی دینے والا اور مار پیٹ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص سخت گناہ گار ہے، اس میں بہت سے سنگین جرائم ہیں، جو کہ قابل تعزیر ہیں۔

(سوال): جو شخص بار بار سمجھانے کے باوجود نماز نہ پڑھے، کیا اسے قاضی تعزیراً سزا دے سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): قتال کا کیا حکم ہے؟

(جواب): شرعی امیر موجود ہو، تو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال کرنا فرض کفایہ ہے، اس کے بے شمار فضائل کتاب وسنت میں مذکور ہیں اور اسے ترک کرنا باعث گناہ ہے۔ بعض ہنگامی حالات میں جہاد فرض عین بھی ہو جاتا ہے، جیسا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جہاد فرض عین ہو گیا تھا، اس صورت میں ہر صاحب استطاعت مسلمان کا شرکت کرنا ضروری ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں اپنی امت (یا لوگوں) کے لیے دشواری نہ سمجھتا، تو کسی بھی ایسے لشکر سے پیچھے رہنا پسند نہ کرتا، جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا، لیکن نہ تو میرے پاس سواری کی گنجائش ہے اور نہ ہی ان کے پاس اتنی گنجائش ہے کہ وہ ساتھ جا سکیں اور مجھ سے پیچھے رہنا بھی انہیں ناگوار ہے، میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید ہو جاؤں۔''

(صحيح البخاري : 2972، صحيح مسلم : 1876)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَيْسَ فِي نَفْسِهِ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ .

''جو مر گیا، نہ تو اس نے کبھی (عملاً) جہاد کیا اور نہ ہی اس کے دل میں کبھی خیال آیا، تو وہ نفاق کی ایک قسم پر مرا۔''

(صحيح البخاري : 1910)

(سوال): دارالحرب کسے کہتے ہیں؟

(جواب): جس علاقے میں کفریہ ریاست ہو، وہ دارالحرب ہے۔

سوال: دارالاسلام کیا ہے؟

جواب: جہاں اسلامی حکومت کا قیام ہو، اسے دارالاسلام کہتے ہیں۔

سوال: کیا دارالحرب میں عید اور پنچگانہ نمازیں با جماعت پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جس دارالحرب میں عید، جمعہ اور پنچگانہ نمازیں با جماعت پڑھنا ممکن ہو، وہاں انہیں با جماعت ہی ادا کرنا ضروری ہے۔

سوال: ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

جواب: ہندوستان دارالحرب ہے۔

سوال: کیا جہاد کے لیے والدین کی اجازت ضروری ہے؟

جواب: جہاد کے لیے والدین سے اجازت ضروری ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ : أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟، قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ .

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور جہاد کے لیے اجازت مانگنے لگا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا آپ کے والدین حیات ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: تو پھر ان کی خوب خدمت کیجئے، آپ کے لیے یہی جہاد ہے۔''

(صحيح البخاري : 3004، صحيح مسلم : 2549)

سوال: امیر کی اطاعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرعی امیر کی اطاعت واجب ہے، جب تک کہ وہ گناہ کا حکم نہ دے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''آیت :﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء : 59) (اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں، ان کی اطاعت کرو) سیدنا عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی سہمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 4584، صحيح مسلم : 1834)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ إِلَّا أَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ .

''ہر مسلمان پر (امیر کی) سمع واطاعت واجب ہے، جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے، تو پھر کوئی سمع وطاعت نہیں۔''

(صحيح البخاري : 7144، صحيح مسلم : 1839)

یہاں شرعی امیر مراد ہے، انتظامی امیر مراد نہیں۔

(سوال): اسلام نے مجاہدین کو کیا راہنمائی کی ہے؟

(جواب): اسلام نے مجاہدین کے لیے بھی ہدایات فرمائی ہیں۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے بالخصوص اپنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتے، پھر فرماتے : اللہ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کریں، اللہ کے منکروں سے لڑائی

کریں، دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، جب مشرک دشمن سے لڑائی ہو، تو انہیں لڑائی سے پہلے تین چیزوں (میں سے کوئی ایک ماننے) کی دعوت دینا، ان میں سے جو بات بھی وہ مان جائیں، اسے قبول کر لینا اور ان سے لڑائی نہ کرنا، انہیں اسلام کی دعوت پیش کریں، اگر وہ اسے قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ انہیں بھی وہی حقوق وفرائض ملیں گے، جو باقی مسلمانوں کے ہیں، پھر انہیں اپنے گھروں سے دارالمہاجرین (مدینہ) منتقل ہونے کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے بھی وہی حقوق وفرائض ہوں گے، جو باقی مہاجرین کے ہیں، اگر وہ اسلام تو لے آئیں، مگر اپنے گھروں (علاقے) میں ہی رہنا پسند کریں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے حقوق اعرابی مسلمانوں جیسے ہوں گے، ان پر عام مسلمانوں والا حکم نافذ ہوگا (یعنی نماز زکوٰۃ وغیرہ) اور مال غنیمت اور فے میں سے انہیں کچھ نہیں ملے گا، اگر وہ اس بات (اسلام) سے انکار کر دیں، تو انہیں جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا، اگر وہ مان جائیں، تو قبول کر لینا اور ان سے لڑائی نہ کرنا، لیکن اگر وہ نہ مانیں، تو پھر اللہ سے مدد مانگنا اور ان سے جہاد کرنا، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کر لیں اور وہ آپ سے اللہ اور اس کے رسول کا عہد (ضمانت) مانگیں، تو انہیں اللہ اور رسول کا عہد نہ دینا، بلکہ اپنا، اپنے آبا اور اپنے ساتھیوں کا عہد دینا، کیوں کہ اپنے، اپنے ساتھیوں اور آبا کے عہد کو توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے کی بہ نسبت آپ کے لیے آسان ہے، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کریں اور وہ آپ سے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ

کریں، تو ایسا نہ کرنا، کیا معلوم آپ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا درست فیصلہ معلوم کر پاتے ہو (یا نہیں)؟ البتہ ان کا فیصلہ خود کرنا۔‘‘

(صحيح مسلم: 1731)

سوال: عہد شکنی پر کیا وعید ہے؟

جواب: عہد شکنی بہت بڑا گناہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً، فَقِيلَ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ.

’’قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے سب لوگوں کو جمع کریں گے، تو ہر عہد شکنی کرنے والے کا ایک جھنڈا نصب کر دیں گے، تو کہا جائے گا: یہ فلاں کی عہد شکنی ہے۔‘‘

(صحيح البخاري: 6177، صحيح مسلم: 1735)

سوال: کیا عشر نکالنا واجب ہے؟

جواب: عشر فرض ہے، جب نصاب کو پہنچ جائے۔

سوال: کیا ترکاریوں میں عشر ہے؟

جواب: سبزیات میں عشر نہیں ہے، البتہ ان سے حاصل ہونے والی آمدن پر زکوٰۃ ہے، جب وہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے۔

❁ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَالْحِجَازِ، وَالشَّامِ

عَلَى أَنْ لَّا صَدَقَةَ فِي قَلِيلِ الْخَضِرِ وَلَا فِي كَثِيرِهَا، إِذَا كَانَتْ فِي أَرْضِ الْعُشْرِ.

''عراق، حجاز اور شام کے اہل علم آج اس بات پر متفق ہیں کہ سبزیاں کم ہوں یا زیادہ، اگر وہ عشر والی زمین میں ہوں، تو ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔''

(كتاب الأموال: 502)

❁ نیز اس سلسلے میں امام مالک رحمہ اللہ کا قول ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

كَذٰلِكَ قَوْلُ سُفْيَانَ، وَأَهْلِ الْعِرَاقِ جَمِيعًا، غَيْرَ أَبِي حَنِيفَةَ، فَإِنَّهٗ قَالَ: فِي قَلِيلِ مَا تُخْرِجُ الْأَرْضُ وَكَثِيرِهِ الصَّدَقَةُ ـــ، وَخَالَفَهٗ أَصْحَابُهٗ، فَقَالُوا كَقَوْلِ الْآخَرِينَ، وَعَلَيْهِ الْآثَارُ كُلُّهَا، وَبِهٖ تَعْمَلُ الْأُمَّةُ الْيَوْمَ.

''امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور تمام اہل عراق کا یہی موقف ہے، سوائے امام ابو حنیفہ کے کہ ان کے بقول زمین کی پیداوار کم ہو یا زیادہ، اس میں زکوٰۃ ہو گی۔۔۔ امام صاحب کے شاگردوں نے بھی اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے اور باقی تمام اہل علم کے موافق فتویٰ دیا ہے۔ تمام آثار بھی یہی بتاتے ہیں اور آج تمام امت کا عمل بھی اسی پر ہے (کہ سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں)۔''

(كتاب الأموال: 501)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهٗ لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ.

''اہل علم کے ہاں عمل اسی بات پر ہے کہ سبزیوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 638)

اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں۔

(سوال):عشر کے مصارف کیا ہیں؟

(جواب):جوزکوٰۃ کے مصارف ہیں، وہی عشر کے مصارف ہیں اور وہ یہ ہیں ؛

① فقراء ② مساکین ③ عاملین زکوٰۃ

④ جن کی تالیف قلبی کی گئی ہو۔ ⑤ غلام آزاد کرنا

⑥ مقروض ⑦ فی سبیل اللہ میں خرچ ⑧ راہ گیر

(التّوبة : ٦٠)

(سوال): کیا عشر نکالتے وقت زراعت کے اخراجات کو منہا کیا جائے گا یا نہیں؟

(جواب): زراعت کے اخراجات کو منہا نہیں کیا جائے گا۔

(سوال): اگر سرکار نے زمینوں پر خراج لگایا ہو، تو کیا عشر نکالتے وقت سرکاری خراج کو منہا کیا جائے گا؟

(جواب): نہیں۔

(سوال): اگر سرکار خراج وصول کرے، تو کیا اس سے عشر ساقط ہو جائے گا؟

(جواب): سرکار کے خراج وصول کرنے سے عشر ساقط نہ ہوگا۔

(سوال): جو شخص عشر نہ نکالے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): زکوٰۃ اور عشر فرض ہے، جو اس کی ادائیگی نہ کرے، وہ فاسق و فاجر ہے، اس کے متعلق سخت وعیدیں ہیں، زکوٰۃ اور عشر کا حکم ایک ہے۔

❀ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ بھلائی کرنے کی بیعت (عہد) کی۔''

(صحيح البخاري :1401، صحيح مسلم : 56)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''اونٹوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ اونٹ زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے کھروں اور پاؤں سمیت اس کو روندیں گے، گائیوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ گائیاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گی، بکریوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ بکریاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی، اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور کھروں سے اس کو روندیں گی، ان میں ایک بکری بھی بغیر سینگوں کے یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والی نہ ہوگی، جو مال دار آدمی مال کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے

گا اور منہ کھول کر اس کا پیچھا کرے گا، جب وہ (سانپ) اس کے پاس آئے گا، تو وہ آدمی اس سے بھاگ جائے گا۔ سانپ اسے آواز دے گا کہ اپنا مال لے جا، جسے تو چھپا چھپا کر رکھتا تھا، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، جب وہ کوئی چارہ نہیں پائے گا، تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دے گا، وہ اسے اونٹ کی طرح چبا دے گا۔

ابوزبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ الفاظ میں نے عبید بن عمیر سے سنے ہیں، پھر میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بھی عبید بن عمیر کی طرح ہی بیان کیا۔ نیز عبید بن عمیر کہتے ہیں: ایک آدمی نے پوچھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا: گھاٹ پر اس کا دودھ دوہ کر دینا، پانی پلانا، جفتی کے لیے مستعار دینا، تحفے میں دینا اور اللہ کے راستے میں اس پر سوار کرنا۔''

(صحیح مسلم: 27/988، المنتقی لابن الجارود: 335)

سوال: کیا عشر کے لیے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے؟

جواب: عشر کا بھی نصاب ہے، جس فصل پر عشر نکالنا ہے، اگر اس کی مقدار کم سے کم پانچ وسق ہے، تو اس میں عشر ہے، ورنہ نہیں۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ.

''پانچ اوقیہ (چاندی)، پانچ وسق (غلہ) اور پانچ اونٹوں سے کم مقدار پر صدقہ (زکوۃ) فرض نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 1447، صحيح مسلم : 979)

سوال: کیا تمباکو میں عشر ہے؟

جواب: تمباکو میں عشر نہیں ہے۔

سوال: جس کی فصل صرف دس من ہو، کیا وہ بھی عشر نکالے گا؟

جواب: اس پر عشر فرض نہیں۔ عشر کم سے کم پانچ وسق غلے پر ہے۔

سوال: کیا رہائشی مکان پر زکوۃ ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا ذاتی لونڈی، ذاتی غلام، ذاتی اسلحہ یا ذاتی سواری پر زکوۃ ہے؟

جواب: مذکورہ اشیا پر زکوۃ نہیں۔

سوال: کیا ٹھیکہ والی زمین پر عشر ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا تِل کی پیداوار پر زکوۃ ہے؟

جواب: تِل کی پیداوار پر زکوۃ نہیں ہے۔ ہمارے مطابق صرف منصوص اشیاء پر ہی زکوۃ ہے، واللہ اعلم!

سوال: کیا دو ایکڑ زمین والے پر عشر فرض ہے؟

جواب: اگر فصل کی پیداوار کم سے کم پانچ وسق ہو، تو اس پر عشر فرض ہے۔

سوال: جس زمین کا خراج ہندو سرکار لیتی ہو، کیا اس پر عشر ہے؟

جواب: اس پر بھی عشر ہے۔

سوال: کیا عشر میں عامل کا طلب کرنا ضروری ہے؟

(جواب): عشر فصل مالک پر فرض ہے، اس کی ادائیگی واجب ہے، خواہ کوئی عامل طلب کرے یا نہ کرے۔

(سوال): کیا عشر کی قیمت دینا جائز ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا عشر کی فرضیت کے لیے خلیفۃ المسلمین کا ہونا ضروری ہے؟

(جواب): نہیں۔

(سوال): کیا عرب کی زمین پر عشر ہے؟

(جواب): عرب کی زمین پر بھی عشر ہے، اگر پیداوار نصاب کو پہنچ جائے۔

(سوال): جو شخص سرکاری زمین میں زراعت کرتا ہے، کیا اس پر بھی عشر ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): جو فصل بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے، اس پر زکوۃ کیا ہے؟

(جواب): اس فصل پر عشر (دسواں حصہ) ہے، بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

''جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہوتی ہو، یا وہ نم دار ہو، تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ زکوۃ ہوگی اور جسے جانوروں سے سیراب کیا جاتا ہو، اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوۃ ہوگی۔''

(صحيح البخاري : 1483)